اس حدیث پاک میں جناب رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے والے کو تین ثمرات وفوائد حاصل ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور ان تین میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ سب سے بڑی قوت وطاقت کے مالک ''اللہ الرزاق'' اس کو وہاں سے رزق مہیا فرمائیں گے جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہ ہوگا اور اس خبر کی سچائی اور حقانیت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ خبر دینے والے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے سچے ہیں اور پھر وہ ایسی خبر اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے دیتے ہیں۔

اے رزق کے متلاشیو! کثرت سے استغفار وتوبہ کرو، اپنے گناہوں سے دور ہو جاؤ، گزشتہ سیاہ کاریوں پر ندامت کے آنسو بہاؤ اور اس بات کا عزم کرلو کہ آئندہ ساری زندگی ان گناہوں کے قریب نہیں پھٹکو گے اور اس بات کا خاص طور سے دھیان رکھو کہ استغفار وتوبہ صرف زبان تک ہی نہ رہے، دل کی ندامت اور اصلاح اعمال کی کوشش کے بغیر زبانی استغفار وتوبہ جھوٹوں اور دغابازوں کی عادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی استغفار و توبہ کی کیا قدر وقیمت ہوسکتی ہے؟

حضرت مولانا قاری محمد حنیف ربانی (کامونکی) کو صدمہ

مورخہ 15 ستمبر بروز ہفتہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف ربانی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث گوجرانوالہ کی والدہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحومہ نیک اور پارسا خاتون تھیں مرحومہ کی نماز جنازہ بھٹہ محبت اوکاڑہ میں ادا کی گئی۔ رئیس الجامعہ نے ٹیلی فون پر قاری صاحب سے ان کی والدہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کیلئے بلندی درجات کی دعا کی۔

مرزا ظہور الحق بن منظور الحق، رتوال (جلالپور) کی وفات

مورخہ 15 ستمبر بروز ہفتہ جامعہ کے انتہائی مخلص معاون اور جماعتی ساتھی مرزا ظہور الحق پہلی والا رتوال نزد جلالپور تحصیل پنڈدادنخان میں اچانک وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، بااخلاق اور ملنسار انسان تھے۔ مرحوم اپنے گاؤں میں گاہے بگاہے تبلیغی پروگرام کرواتے رہتے تھے جن میں رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر کے علاوہ مشہور مبلغ حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی بھی شرکت کرتے تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ رئیس الجامعہ نے پہلی والا رتوال میں پڑھائی۔ جس میں علاقہ بھر سے بھاری تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

دوسری قسط (آخری)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ

تحریر: حافظ کامران صابر۔ قصبہ کریالی

قتل کی ناکام کوشش: (عیینہ سے درعیہ کی طرف ہجرت ۱۱۵۷ھ)

اہل درعیہ نے شیخ الاسلامؒ کو دعوت واصلاح کی غرض سے عیینہ سے درعیہ تشریف لانے کی درخواست کی جہاں جہالت کی گرم بازاری تھی۔لوگ شرک وبدعت کی تاریکی میں گرے ہوئے تھے۔چنانچہ شیخؒ امیر عیینہ عثمان بن معمر سے اجازت لے کر درعیہ کی طرف روانہ ہوئے۔امیر عیینہ نے ایک شخص فرید الظفیری کو شیخؒ کی حفاظت کیلئے ساتھ بھیج دیا۔لیکن اس شخص کو حاکم احساء قطیف سلیمان بن محمد عزیز الحمیدی نے درپردہ شیخؒ کے قتل کا حکم دیا اور نتیجہ میں منہ مانگی قیمت دینے کا وعدہ کیا۔ابن بشر لکھتا ہے کہ ''شیخ آگے آگے **مَن يتق الله يجعل له مخرجا و يرزقه من حيث لا يحتسب** '' کا ذکر کرتے ہوئے چلتے جاتے تھے۔سپاہی نے راستہ میں بات نہیں کی۔ جب اس نے قتل کا ارادہ کیا تو خود اس کے بیان کے مطابق ''کسی غیبی طاقت نے اُس کا ہاتھ روک لیا'' اور اُس پر رعب طاری ہوگیا اور اسی عالم میں وہ الٹے پاؤں عیینہ کی طرف واپس ہوگیا۔صداقت کا کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ سچ مچ اُسے اپنی جان خطرے میں نظر آنے لگی۔'' شیخ الاسلامؒ عصر کے وقت درعیہ پہنچے۔پھر وہاں اپنے ایک شاگرد احمد بن سویلم کے گھر ٹھہرے۔تو ابن سویلم کا گھر دعوت وتوحید کا مرکز بن گیا۔لوگ جوق در جوق آنے لگے۔اہل علم خاص طور پر مستفید ہوتے۔امیر محمد بن سعود جو شیخؒ کی دعوت سے قبل بھی حسن اخلاق میں مشہور تھے۔انہوں نے شیخؒ سے ملنے میں پہل کی اور اخلاق ومحبت سے پذیرائی کی۔شیخ الاسلامؒ نے اپنی دعوت کے اہم حصوں (کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور جہاد) پر مختصر سی تقریر کی اور اُن کی دعوت واصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ امیر محمد بن سعود متاثر ہوئے اور بے اختیار بول اُٹھے۔

''اے شیخؒ! یہ تو بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دین ہے۔میں آپ کی امداد واطاعت کیلئے تیار ہوں۔'''امیر محمد بن سعود نے شیخؒ کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عہد کیا اور کتاب وسنت کے بتائے

ہوئے طریقوں پر چلنے کی آمادگی ظاہر کی۔ یہ ۱۱۵۷ھ کا ذکر ہے۔ امیرؒ کا عہد کرنا تھا کہ لوگ جوق در جوق استفادہ اور تجدیدِ ایمان واعمال کیلئے آنے لگے۔ عیینہ کے پرانے فیض یافتہ اور ہم نشیں جن کے دلوں میں شیخؒ کی محبت گھر کر چکی تھی، بھی درعیہ آگئے۔

امیر عیینہ عثمانؒ بن معمر دعوت کی روز افزوں مقبولیت کی خبر پا کر عثمان بن معمر سے نہ رہا گیا۔ شیخ الاسلامؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں عیینہ واپس چلنے کی درخواست کی۔ شیخ الاسلامؒ نے جواب دیا۔ ''اب یہ امر ابن سعود کے اختیار میں ہے۔ ان کی اجازت ہو تو میں تیار ہوں۔'' یہ جواب پا کر ابن معمر نے خود امیر محمد بن سعود سے اجازت طلب کی۔ لیکن وُہ اِس نعمت کو اپنے گھر سے کسی دام الگ کرنے کو تیار نہ تھے۔

دعوت کی وسعت اہل درعیہ تو شیخؒ کے قدم رکھتے ہی عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے تھے۔ لیکن وُہ اس پر قانع نہیں تھے۔ اصلاح کی ضرورت صرف نجد میں نہ تھی۔ تمام مسلم دنیا انحطاط کے عالم میں تھی۔ شیخ الاسلامؒ نے اپنی دعوت کا حلقہ وسیع کیا اور دُور دُور کے شہروں کے علماء امراء اور قضاۃ کے پاس تبلیغی خطوط بھیجے اور انہیں اپنی دعوت قبول کرنے پر آمادہ کرنے لگے۔ اگرچہ مخالفتیں بھی ہوئیں اور افتراء پردازیوں میں بھی کوئی کمی نہیں کی گئی۔ پھر بھی حق کی آواز بلند ہوتی چلی گئی اور آہستہ آہستہ اس کے ثمرات بھی ظاہر ہونے لگے۔ قیام درعیہ کے دوسرے ہی سال ۱۱۵۸ھ میں امیر عیینہ نے آ کر حدودِ شرعیہ کے نفاذ کا عہد کیا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد اہل حریملا نے بھی حدودِ شرعیہ کے نفاذ کا عہد کیا۔ دعوت پر لبیک کرنے والوں میں صنعاء (یمن) کے مجتہد النظر عالم امیر محمد بن اسماعیل (وفات ۱۱۸۲ھ) بھی تھے۔ جنہوں نے شیخؒ کی دعوت پا کر اپنا وجد آفریں قصیدہ لکھا۔ جو اہل علم میں بہت مقبول ہوا۔ اِس قصیدہ میں شیخ الاسلامؒ کی مدح، بدعات کی برائی اور وحدۃ الوجود کے عقیدہ کی پُرزور تردید اور بہت سی مفید باتیں ہیں۔

شیخ الاسلامؒ کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب (وفات ۱۲۰۸ھ) جو اپنے باپ کی جگہ حریملا کے قاضی تھے۔ اوّل اوّل شیخؒ کے مخالف ہوئے اور اُن کی تردید میں رسالے لکھے جو غلط بیانیوں سے پُر تھے۔ ابن غنام کے الفاظ میں اُنھوں نے ''حسداً وغیرہ'' کے تحت مخالفت کی تھی۔ لیکن آخر میں انہیں توفیق ہوئی اور شیخ الاسلامؒ کے پاس تائب ہو کر آئے۔ ابن غنام شیخؒ کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب کے بارے میں لکھتا ہے کہ ''۱۱۹۰ھ میں تائب ہو کر اپنے بھائی (شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ) کے پاس آئے تو شیخؒ حسن سلوک سے پیش آئے اور اُن کی آؤ بھگت کی۔ سلیمان بن عبدالوہاب کا رسالہ **''الصواعق الالهية فی الرد علی الوهابية''** کے نام سے چھپا ہوا ملتا ہے۔ جو غلط بیانیوں اور افتراء پردازیوں سے پُر ہے۔ مخالفین اس رسالے کا تو ذکر کرتے

ہیں۔لیکن سلیمان بن عبدالوہابؒ کی توبہ اور رجوع کا ذکر بھی زبان پر نہیں لاتے۔'' اللہ تعالیٰ ہمیں تعصب سے بالاتر رہ کر حق بات کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ابن دواس اور دوسرے مخالفین درعیہ کی اقامت کے تیسرے سال (۱۱۵۹ھ) دہام بن دواس حاکم ریاض کی زیادتیوں نے شیخ الاسلامؒ اور امیر محمد بن سعود کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ریاض اور منفوحہ کے موحدین کو صرف اتباع کتاب وسنت کے جرم میں اُس نے گوناگوں زیادتیوں کا شکار بنایا۔مجبوراً شیخؒ نے بھی اپنے پیروؤں کو مقابلہ اور مقاتلہ کا حکم دیا۔پھر کیا تھا امیر بن سعود، اُن کے بھائیوں اور بیٹوں نے معاندین کی خوب خبر لی اور جنگ وقتال کا سلسلہ شروع ہو گیا۔۱۱۵۹ھ سے ۱۱۸۷ھ تک دونوں قوتیں برسرِ پیکار رہیں۔آخر ۱۱۸۷ھ میں عبدالعزیز بن محمد بن سعود کے تازہ حملہ کی خبر پا کر ابن دواس شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور قلب نجد (ریاض) پر امیر عبدالعزیز کا قبضہ ہو گیا۔اور امیر نے شیخؒ کی معاونت سے حدودِ شرعیہ کا نفاذ کر دیا۔

وفات شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہابؒ نے پچاس سال مسلسل دعوت وتبلیغ کے بعد شوال ۱۲۰۶ھ بمطابق ۱۷۸۲ء میں رحلت کی۔دنیا و مافیہا سے بے نیاز عجیب شخصیت تھی۔کم لوگوں کو اپنی زندگی میں ایسی مقبولیت حاصل ہوئی ہوگی۔محمد حامد فقی نے قاضی محمد بن علی شوکانیؒ (وفات ۱۲۵۰ھ) کا ایک پُر درد مرثیہ نقل کیا ہے،جس کا ایک شعر یہ ہے۔

لقد أشرقت نجد بنورِ ضیائه
وَ قام مقامات الهدی بالدلائل

''تمام نجد کا علاقہ اس آفتاب کی کرنوں سے روشن ہو چکا ہے اور دلائل کی قوت نے ہدایت کی منزلوں کو پرکشش بنا دیا ہے۔''

شیخ الاسلام کا حلیہ مبارک رنگ گندمی سفیدی مائل،قد درمیانہ،چہرہ خوبصورت،اعضاء متناسب،جسم گٹھا ہوا جو دیکھتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔خاموش بیٹھے ہوئے ہوں یا گفتگو فرما رہے ہوں،حاضرین پر اُن کی ہیبت چھائی رہتی اور لوگ مجمع حیرت بنے سنتے رہتے۔

ہوا ہے گو تند وتیز،لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش،جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

خطابت میں دلائل کی مضبوطی،اسلوب کی عمدگی،فصاحت و بلاغت اُن کا طرۂ امتیاز تھی۔آسان الفاظ بولتے جو سامعین کے دلوں میں اترتے چلے جاتے۔ایک سچے مومن میں جن اعلیٰ اخلاقی قدروں کا موجود ہونا

ضروری ہے وُہ تمام اُن میں موجود تھیں۔ خشیت الٰہی کے جذبہ سے سرشار زندگی بسر کرتے رہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

اولاد واحفاد یہ شیخ ؒ کی خوش نصیبی تھی کہ انہوں نے اپنے ایسے جانشین چھوڑے جو بالکل انھی کے طریقہ کے مطابق کتاب وسنت کے متبع اور تبلیغ وتدریس میں مشغول رہے۔ اور اس سے زیادہ مسرت واعجاب کی بات یہ ہے کہ یہ سلسلہ آج تک منقطع نہیں ہوا۔ آج تک اُن کی اولاد علم وعمل میں پورے نجد میں ممتاز ہے شیخ ؒ نے وفات کے وقت چار بیٹے چھوڑے۔ حسین۔ عبداللہ۔ علی۔ ابراہیم۔ اِن میں بڑے حسین تھے اور شیخ ؒ کے بعد اصلی جانشین وہی سمجھے جاتے۔ درعیہ کے قضاء پر مامور تھے۔ درعیہ کی جامع مسجد کی امامت بھی اُن کے سپرد تھی۔ ۱۲۲۴ میں وفات پائی۔ شیخ ؒ کے دوسرے بیٹے عبداللہ بن محمد بھی بڑے عالم تھے۔ حسین بن محمد ؒ کی وفات کے بعد یہی شیخ الاسلام ؒ کے جانشین مانے جاتے تھے۔ شیخ ؒ کے تیسرے بیٹے علی بن محمد ؒ بھی ممتاز عالم اور زہد وورع میں ضرب المثل تھے۔ فقہ وتفسیر میں اچھی دسترس رکھتے تھے۔ چوتھے بیٹے ابراہیم بن محمد ؒ بھی مشہور صاحب درس ہوئے۔

تصنیفات شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہاب ؒ نے دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ تحریر پر بھی خصوصی توجہ دی۔ شیخ الاسلام ؒ کی تصنیفات کی یہ خاصیت ہے کہ اُن کا طریقہ بالکل قرآنی ہے۔ اور اُن کی دلیلیں جز وکل، قرآن وحدیث سے ماٴخوذ ہوتی ہیں۔ اُن کی ہر سطر تاثیر میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے۔ شاید یہ اُس دینی تڑپ کا اثر ہو جس نے انہیں عمر بھر بے قرار رکھا۔ آخر ان میں کوئی چیز تو تھی جس نے آن کی آن میں نجد اور اس کے گردونواح کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ خلاصہ یہ کہ اُن کی چھوٹی بڑی تمام کتابوں اور خاص کر رسائل میں یہ تاثیر زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ ہمیں شیخ ؒ کی حسب ذیل تالیفات کا علم ہو سکا ہے۔

1. **کتابُ التوحید:** شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہاب ؒ کی یہ کتاب سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اس میں شیخ ؒ نے توحید کی حقیقت، اُسکی حدود، شرک اور اس کی خرابیاں اور اس میں ابتلاء کے تمام راستوں (استعاذہ، استغاثہ، توسل، دُعا، نذر، ذبح، سحر، کہانت اور فال وغیرہ) کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے ہر باب کے مطابق قرآن وحدیث کی صاف اور واضح شہادتیں جمع کر دی ہیں۔

2. **کشف الشبہات من التوحید:** توحید خالص کے متعلق لوگوں کے شکوک وشبہات کا قلع قمع کیا گیا ہے۔ اندازِ استدلال یکسر قرآنی ہے۔ یہ رسالہ معلومات اور فوائد کا گنجینہ ہے۔

③ **الاصول الثلاثہ:** معرفتِ ربّ، معرفت دینِ اسلام، معرفت نبی ﷺ ۔۔۔۔۔ان تینوں اُصولوں کی دلنشیں انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔

④ **شروط الصلاۃ و ارکانھا:** اِس مختصر رسالے میں نماز کی شرطوں (اسلام، عقل، تمیز، ستر عورہ، استقبالِ قبلہ اور نیت وغیرہ) کی توضیح کی گئی ہے نیز نماز کے ارکان اور واجبات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

⑤ **اربع قواعد:** اِس رسالہ میں بھی توحید کے بعض پہلو نہایت متوثر اور سادہ طریقہ پر بیان کیے گئے ہیں۔

⑥ **اصول الایمان:** ایمان کے مختلف ابواب کی احادیث سے تشریح کی گئی ہے۔

⑦ **کتاب فضل الاسلام:** اسلام کی شرائط کی توضیح کے ساتھ ساتھ بدعت وشرک کی برائیاں کھول کر بیان کی گئی ہیں۔

⑧ **کتاب الکبائر:** کبائر کی تمام اقسام الگ الگ ابواب کی صورت میں تفصیل کیساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ ہر باب میں قرآن وحدیث کی نصوص سے توثیق کی گئی ہے۔

⑨ **نصیحۃ المسلمین:** اس کتاب میں شیخؒ نے اسلامی تعلیم کے تمام شعبوں پر الگ الگ ابواب میں حدیثیں جمع کر دی ہیں۔

⑩ **تفسیر الفاتحہ:** سورۂ فاتحہ کی نہایت ہی مختصر تفسیر لیکن اس میں بھی شیخؒ کا جذبۂ توحید سطر سطر سے نمایاں ہے۔

⑪ **تفسیر الشھادۃ:** کلمہ ''لا الہ الا اللّٰہ'' کی تفسیر جس میں توحید کی اہمیت دلنشیں انداز میں بیان کی گئی ہے۔

⑫ **تفسیر علی بعض سور القرآن:** مختلف آیات اور سورتوں پر شیخ الاسلامؒ کی تعلیقات کے مجموعہ کا نام ہے۔ ایک ایک آیت سے بیسیوں مسئلے استنباط کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہی اُن کی خاص خصوصیت ہے۔ اِن کے علاوہ شیخ الاسلامؒ کے اور بھی متعدد چھوٹے چھوٹے رسالے ملتے ہیں جن کی افادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

غلط بیانیاں اور افتراء پردازیاں: آیئے! اب ہم اُن غلط بیانیوں اور افتراء پردازیوں کا جائزہ لیں جو بعض نام نہاد پرست عناصر نے شیخ الاسلامؒ کی شخصیت کو داغ دار کرنے اور تحریک دعوت واصلاح کو بدنام کرنے کیلئے

کیں۔ دعا ہے اللہ رب العزت ہمیں انصاف پر قائم رہتے ہوئے حق بات کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۱) وہابیت سب سے بڑی غلط بیانی شیخ الاسلامؒ کی دعوت کے متعلق یہ کی گئی کہ اُسے ''وہابیت'' کا نام دیا گیا۔ اس پر ''اربابِ غرض'' نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ اسلام سے الگ کوئی دین ہے۔ حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے شیخ الاسلامؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے لوگ کبھی یہ کلمہ اپنی زبان پر نہیں لاتے۔ یہ کلمہ عموماً جہلاء کی زبانوں پر جاری رہتا ہے۔ حالانکہ اگر لفظ ''وہابی'' کی نسبت تحریک دعوت واصلاح کے داعی شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی طرف کی جاتی تو اُن کے پیروؤں کو ''محمدی'' کہنا چاہیے تھا کیونکہ شیخؒ کا اصل نام تو ''محمد'' ہے اور ظاہر ہے کہ مخالفین کی غرض ''محمدی'' کہنے سے نہیں پوری ہو سکتی تھی۔ اس لیے اس جماعت کی نسبت داعی تحریک کے والد ماجد شیخ عبدالوہابؒ کی طرف کرنے لگے۔ (حالانکہ محمد حامد فقیؒ (صفحہ ۱۵) نے شیخ عبدالوہاب کو غیر جانبدار بتایا ہے)۔ اس طرح برصغیر (اب پاک و ہند) میں جماعت اہل حدیث کو مطعون کرنے کیلئے بھی اس لفظ کا استعمال [illegible] تا ہے جو سراسر بے انصافی اور خلاف واقعہ بات ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف بعض انصاف پسند حنفی علماء نے بھی کیا ہے۔ مثلاً جب مولانا ابو اعلیٰ مودودی سے لفظ ''وہابیہ'' کے بارے میں استفسار کیا گیا تو مولانا نے اپنے رسالہ ترجمان القرآن میں لکھا۔ ''وہابی دراصل کسی فرقہ کا نام نہیں ہے۔ محض طنز اور طعن کے طور پر اُن لوگوں کیلئے ایک نام رکھ دیا گیا ہے جو یا تو اہل حدیث ہیں یا محمد بن عبدالوہابؒ کے پیرو ہیں۔ اہل حدیث کا مسلک تو قدیم ہے۔ ائمہ اربعہ کے زمانہ سے چلا آتا ہے اور یہ اُن لوگوں کا گروہ ہے جو کسی امام کی تقلید اختیار کرنے کی بجائے خود قرآن وحدیث سے احکام کی تحقیق کرتے ہیں۔'' (ترجمان القرآن)

اسی طرح ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے عراق کی طرف اشارہ کرکے کہا تھا کہ نجد یا مشرق، [عراق (بغداد) مکہ ومدینہ سے جانب مشرق ہے] سے فتنہ اُٹھے گا۔ (روافض، معتزلہ وغیرہ) تو بعض شر پسند عناصر اس حدیث کو شیخ محمد بن عبدالوہابؒ (اور جماعت اہل حدیث) پر چسپاں کرنے لگے جو سراسر مسلکی تعصب کا نتیجہ ہے۔

ہم یہاں پھر مشہور حنفی عالم مولانا مودودی کے الفاظ نقل کریں گے جو انہوں نے انصاف پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے رسالہ ترجمان القرآن میں لکھے کہ ''نجد یا مشرق کی طرف سے ایک فتنہ اُٹھنے کی خبر تو حدیث میں دی گئی ہے مگر اس کو محمد بن عبدالوہابؒ پر چسپاں کرنا محض گروہ بندی کے اندھے جوش کا نتیجہ ہے۔ ایک فریق جب دوسرے فریق سے لڑنا چاہتا ہے تو ہر ہتھیار اس کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے، حتیٰ کہ اللہ اور رسول ﷺ کو بھی ایک فریق جنگ بنانے میں دریغ نہیں کرتا۔'' (ترجمان القرآن)